قسط ہشتم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

میرے میزبان کا گھر مسجد فضل لندن سے پیدل کے راستہ پر تھا اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی موجودگی ہم خاک نشینوں کے لئے گویا بہار کی آمد تھی وہاں ایک عجیب ناقابل تصور روحانی سماں تھا۔حضورؒ نمازوں کی ادائیگی کے بعد نمازیوں کے ساتھ گھل مل جاتے اور کبھی اپنے خدام کے ساتھ چہل قدمی بھی فرماتے۔ ہر نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد فضل لندن کے باہر احباب دائرہ میں کھڑے ہو جاتے۔حضور کچھ دیر اس دائرہ کا حصہ بن کر اپنے خدام سے محوِ گفتگو ہوتے۔کسی سے پنجابی اور کسی سے اردو میں مخاطب ہوتے۔ایک دوست کا پنجابی میں حضور سے طرز تکلم میرے لئے حیران کن تھا۔ پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ ان کی تعریف حمید لائلپوری ہے (ابن چودھری غلام حسین صاحب اورسیئر)۔ ان کا انداز یہی ہے جس سے حضور خوب واقف ہیں۔حضور نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا مَیں تو جرمنی جانے والا ہوں آپ یہاں آ گئے۔ مَیں نے عرض کی حضور چند ایک دن میں واپس چلا جاؤں گا۔ فرمایا اس کا مطلب ہے کہ آپ مستقل یہاں نہیں آئے۔ مَیں نے جواباً عرض کی نہیں حضور۔ آپ سے ملاقات کی خواہش یہاں کھینچ لائی ہے۔لندن میں گزارے دس دن اس اعتبار سے بہت ہی یادگار ہیں کہ ہر ایک کو خلیفہ وقت کی قربت نصیب تھی۔روز نمازوں کے بعد بے تکلفانہ گفتگو کا حصہ بننا اور حاضرین کا حضورؒ کے ساتھ چہل قدمی کرنا ایک ناقابل یقین تصور تھا جو حقیقت کا روپ دھار گیا۔ مَیں لندن کی سیر بھول کر اس ماحول کا اسیر بن کر رہ گیا جو مجھے مسجد فضل کے گردونواح میں میسر تھا۔لندن سے واپس فرانکفرٹ روانگی سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتر میں ملاقات کا موقعہ بھی نصیب ہوا۔حضور نے ازراہِ شفقت پچاس پونڈ عطا فرمائے۔ پاکستان سے باہر خلیفہ وقت سے یہ پہلی ملاقات تھی جس کا ایک ایک لمحہ آج بھی ازبر ہے اور روحانی سرور سے متلذّذ ہے۔دس دن کا ویزہ ملا تھا اور یہ دس دن گویا پلک جھپکتے گزر گئے۔ان دنوں میں جو روحانی ماحول میسر تھا اس کو چھوڑنے پر دل راضی نہ ہوتا لیکن آخر واپس جرمنی جانا ہی تھا۔سٹوڈنٹ فلائٹ تو تین روز بعد واپس جا چکی تھی جس پر میرے ساتھی شوکت پراچہ واپس چلے گئے تھے۔ مَیں نے واپسی کے لئے ریل گاڑی اور فیری کا راستہ اختیار کیا۔ چار گھنٹے رات کو فیری کا سفر اور وہ بھی اوپن کھلی فیری میں۔ ہر مسافر سمندر کی ٹھنڈی ہوا اور سردی سے بچنے کے لئے کونے کھدرے کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ چار گھنٹے کے بعد کبھی نہ محو ہونے والے تکلیف دہ سفر کے بعد بیلجیم کی بندرگاہ Ostende پر اُترے تو جسم ٹھنڈ سے یخ ہو چکا تھا۔سامنے کھڑی ٹرین میں سوار ہوئے تو اس میں چلنے والے ہیٹنگ سسٹم نے جسم کو گرما دیا۔ برسلز، کولون پر ٹرین بدلتا ہوا دوپہر کو واپس فرانکفرٹ پہنچا ایک پوری رات اور آدھے دن کے اس سفر نے تو گویا نانی یاد کرا دی۔

انگلستان کے پہلے سفر میں انگلستان جماعت کے جن محبّان سے تعلق بنا ان میں سے کئی اب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں وہ سب نیکی تقوی گفتار و کردار کی ایک اعلیٰ مثال ہیں اس لئے شکرانِ نعمت کے طور پر ان کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں۔

آج کے مقابلہ میں 1973ء میں انگلستان خصوصاً لندن کی جماعت تعداد کے اعتبار سے بہت چھوٹی تھی۔ مسجد فضل لندن اور محمود ہال کو مرکزی اہمیت حاصل تھی۔ انتظامیہ کے دفاتر بھی محمود ہال ہی میں تھے۔ دفاتر کیا۔ ہال کے ایک کونے میں چند میزیں پڑی تھیں جس کارکن کو جہاں جگہ ملتی فائل کھول کر کام شروع کر دیتا۔سینئر احباب میں مکرم مبارک ساقی صاحب، مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب اور مکرم نذیر ڈار صاحب متحرک نظر آتے۔ جبکہ نوجوانوں میں مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب، مکرم چودھری رشید احمد صاحب اور مکرم خالد اختر صاحب خدمت میں نمایاں تھے۔ یہ سب احباب امام بشیر احمد رفیق صاحب اور نائب امام عطاء المجیب صاحب راشد کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔مکرم مبارک ساقی صاحب سے اپنے والد محترم کی وساطت سے ایک پہچان تھی دوسرے لندن آنے سے قبل انہوں نے اپنے بچوں کو رہائش کے لئے دارالصدر میں مسجد لطیف کے سامنے چوا سیدن شاہ کے راجہ رب نواز صاحب کے مکان میں منتقل کیا تھا۔ راجہ رب نواز صاحب مرحوم کے صاحبزادے راجہ مسعود سے دوستی کے ناطے اور ربوہ کے سماجی کلچر کا حصہ ہونے کی بدولت اس نقل مکانی میں مدد کرتے وقت مکرم مبارک ساقی صاحب سے پہچان واقفیت میں بدل گئی تھی۔لندن میں ہونے والی اس ملاقات میں انہوں نے میرا اپنے بچے کی طرح خیال رکھا۔ سچ پوچھیں تو میرا دل موہ لیا۔ مَیں ان کے دنیا سے اُٹھ جانے تک ان کی پدرانہ شفقت سے حصہ پاتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو یاد کرتے وقت آج بھی میرا دل بھر آتا ہے۔

مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب سے پہلا تعارف 1966ء میں اسلام آباد پاکستان میں ہوا تھا۔ مَیں اس وقت سکول کا طالب علم تھا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے

تایا مکرم میاں محمود احمد صاحب کے ہاں گیا ہوا تھا۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اسلام آباد تشریف لائے تو سرِ شام حضور کی قیام گاہ پر عقیدت مندوں کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ آنے والے نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد گھروں کو واپس لَوٹتے۔ حضور کی قیام گاہ پر ڈیوٹی دینے والوں میں مکرم صوفی غلام اللہ اور مکرم ہدایت اللہ بنگوی بھی شامل تھے جنہوں نے آغاز جوانی میں دہلی سرکار میں نوکری کی تھی۔ ون یونٹ بننے کے بعد یہ سرکاری طور پر کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو گئے تھے۔ ان دونوں کو میرے دادا کا شاگرد ہونے کا دعویٰ تھا اور اس تعلق کی بناء پر دونوں نے میرا بہت خیال رکھا۔ حضورؒ چند دن قیام کے بعد واپس ربوہ تشریف لے گئے لیکن بنگوی صاحب نے میرا ہاتھ نہ چھوڑا اور حکم دیا کہ اسلام آباد میں آجکل میرا مکان زیرِ تعمیر ہے۔ مَیں وہاں روز نگرانی کے لئے موجود ہوتا ہوں تم وہاں آجایا کرو۔ وقت اچھا گزر جائے گا۔ چنانچہ مَیں روز وہاں چلا جاتا۔ بنگوی صاحب سے دادا مرحوم کے قصے سنتا۔ وہ قصے تو اب یاد نہیں البتہ بنگوی صاحب کے مزدوروں اور کاریگروں سے اُلجھنے کی آوازیں اب بھی کانوں سے ٹکراتی ہیں۔ اسلام آباد کے بعد ان سے اب دوبارہ لندن میں ملاقات ہوئی اور پھر یہ ملاقاتیں ان کے آخری سانسوں تک جاری رہیں۔ بہت ہی شفیق وجود تھے۔ افسر جلسہ سالانہ کے دوران ان کی معاونت کا شرف بھی حاصل ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بہت بے تکلف تھے۔ وہ جس انداز میں بھی حضورؒ کو مخاطب کرلیں حضور اس سے محظوظ ہوتے۔ ایک بار جلسہ سالانہ سے ایک دو روز قبل نماز مغرب کے بعد مجلس عرفان جاری تھی کہ بنگوی صاحب مسجد فضل لندن کے دروازے پر آگئے اور اپنے خاص انداز سے حضور سے پنجابی زبان میں مخاطب ہوئے۔

''حضور ہن بس کرو۔ مَیں مہماناں نوں اسلام آباد توراناں اے۔ باہر ویگناں والے آئے ہوئے نیں۔''

بنگوی صاحب نے یہ فقرہ کچھ ایسی بے تکلفی اور اپنائیت سے کہا کہ حضور کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اب انتظامیہ کا حکم آ گیا ہے۔ بس۔ باقی بات کل کریں گے۔

ہدایت اللہ بنگوی صاحب بہت ذمہ دار اور انتھک محنت کرنے والا شفیق وجود تھے۔ جہاں بھی رہے خدمت کے اعتبار سے اوّلین میں شمار ہوتے رہے۔ سلطان نصیر بن کر بہت سادگی سے زندگی گزاری۔ لندن میں ہی مدفون ہوئے۔

مکرم نذیر احمد ڈار صاحب سینئر سٹیزن تھے۔ مشرقی افریقہ سے ہجرت کر کے انگلستان میں آ بسے تھے۔ کہنے کو تو وہ سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے لیکن حضور کے دَورہ کے دوران دفتری اور انتظامی امور کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔ انہوں نے مکرم منان دین صاحب کو اپنا مددگار بنا رکھا تھا۔ منان دین صاحب کو مَیں نے صبح سے رات تک کاموں میں مصروف دیکھا تو ان کی تندہی پر رَشک آیا۔

نوجوان ہمجولی ڈاکٹر ولی شاہ صاحب، خالد اختر صاحب اور چودھری رشید صاحب ہر شام بڑی باقاعدگی سے مشن ہاؤس آ کر کاموں میں ہاتھ بٹاتے۔ ان میں سے پہلے دونوں خدمت گزار ماشاءاللہ حیات ہیں۔ ڈاکٹر ولی شاہ صاحب کو دو خلفاء کے ساتھ بطور ڈینٹسٹ خدمت کی توفیق ملی۔ چودھری رشید صاحب مرکزی پریس سیکرٹری اور الفضل انٹرنیشنل کے بانی مدیر اعلیٰ بھی رہے۔ لیکن خدا نے ان سے جو کام persecution کی رپورٹس کی تیاری اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے حوالہ سے لیا اہلِ ہنر اس کی داد دیتے رہیں گے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خاص اعتماد حاصل رہا۔ آپ کی وفات پر حضور انور نے آپ کی اہلیہ مکرمہ رشیدہ بیگم کو جو تعزیتی خط تحریر فرمایا اس میں لکھا کہ '' مکرم چودھری صاحب نہایت مخلص، بے نفس اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کے سپرد پریس کا اور بعض چھوٹی کتب کا کام کیا۔ انہوں نے انتہائی محنت سے یہ کام کیا اور پھر میرے ساتھ بھی انتہائی وفا کے ساتھ اپنے عہد کو نبھایا''۔ اسی طرح مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت نے 28 جولائی 2017ء کو الفضل انٹرنیشنل میں مکرم چودھری رشید احمد صاحب پر جو مضمون تحریر کیا ہے وہ مرحوم کی تمام تر جماعتی خدمات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چودھری صاحب کی بیگم نے رجل الرشید کے نام سے جو کتاب شائع کی ہے وہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب جو حضرت مولوی محمد احمد جلیل صاحب کے چھوٹے بھائی تھے ہمہ وقت مشن ہاؤس میں موجود رہتے۔ ان کے علاوہ مکرم حضرت مہاشہ محمد عمر صاحب کے داماد مکرم عبدالحمید غازی صاحب کے سیاسی تبصرے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھتے۔ ان بزرگان کی مرنجاں مرنج طبیعت کی بدولت مشن ہاؤس کی فضا مومنین کے قہقہوں سے معطر رہتی۔

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا انعقاد

فروری کا مہینہ جماعت احمدیہ جرمنی میں مہتم بالشان پیشگوئی مصلح موعودؓ کی مناسبت سے معروف ہے کہ 1886ء میں اس ماہ کی 20 تاریخ کو باالہام جلّ شانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ یہ پیشگوئی شائع فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کی عظمت و اہمیت اور برکات کا تذکرہ کرنے کے لئے ہر سال دنیا بھر کی جماعتوں میں 20 فروری کو ''یوم مصلح موعود'' منایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی روایات کے مطابق جماعت جرمنی کو بھی یہ دن منانے کی توفیق ملی اور اس مناسبت سے مقامی جماعتوں اور لوکل امارات کی سطح پر جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا جن میں مجموعی طور پر ہزاروں احباب جماعت نے شرکت کی۔ مقررین نے پیشگوئی کا پس منظر سمجھانے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت و سوانح بھی بیان کی۔ بچوں کے لئے کوئز مقابلے بھی کرائے گئے اور درست جواب دینے والے بچوں کو انعامات بھی دیئے گئے۔ بعد ازاں نیشنل شعبہ تربیت کی طرف سے تمام شاملین کی ضیافت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔